

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ.

تشہد میں انگلی کا اشارہ

شریعت اسلامیہ میں واضح حکم موجود ہونے کی وجہ سے روزمرہ کے تقریباً ۸۰ فیصد پریکٹیکل مسائل میں امت مسلمہ متفق ہے۔ البتہ چند اسباب کی وجہ سے روزمرہ کے تقریباً ۲۰ فیصد پریکٹیکل مسائل میں زمانہ قدیم سے ہی اختلاف چلا آ رہا ہے۔ انہی ۲۰ فیصد مختلف فیہ مسائل میں تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے کی کیفیت کا مسئلہ بھی ہے۔ اگرچہ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے، یعنی اگر کوئی شخص تشہد میں اشارہ ہی نہ کر سکے تب بھی اس کی نماز مکمل ادا ہوگی۔ مگر عصر حاضر میں باوجودیکہ دشمنان اسلام، مسلمانوں اور اسلام پر ہر طرف سے یلغار کر رہے ہیں اور امت مسلمہ کو روز نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، بعض احباب (جن کا مکتب فکر پورے برصغیر میں مسلمانوں کی آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں ہے) مسلمانوں کی موجودہ عالمی صورت حال سے واقفیت کے باوجود امت مسلمہ کو ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھانا چاہتے ہیں جن کا حل نہ آج تک ہوا ہے اور نہ بظاہر کوئی حل کی توقع ہے اور نہ ہی یہ ایسا مسئلہ ہے جو قرآن و حدیث کے حکم کے خلاف ہو۔ سعودی عرب کے ۱۶ سال کے قیام کے دوران متعدد احباب نے مسئلہ مذکور میں مجھ سے رجوع کیا، جس کا اختصار کے ساتھ جواب دے دیا، بعض احباب نے اس موضوع پر مضمون تحریر کرنے کو بھی کہا، لیکن دیگر اہم موضوعات پر خاص توجہ دینے کی غرض سے نظر انداز کیا۔ حال ہی میں اس موضوع پر مختلف حضرات کے بیانات پر مشتمل ایک ویڈیو پر نظر پڑی تو ضرورت محسوس کی کہ جمہور علماء کے قول کو مدلل کر کے ایک مختصر مضمون تحریر کر دیا جائے تاکہ سوشل میڈیا سے صرف ایک ہی بات سامنے آنے پر کہیں جمہور علماء کی رائے کو غلط ہی نہ سمجھ لیا جائے۔

تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا باتفاق فقہاء و علماء سنت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث میں مذکور ہیں اور سب جائز ہیں، علماء احناف کے نزدیک بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی انگلی بند کر لیں، بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیں، شہادت کی انگلی کو کھلا رکھیں، لالہ پر شہادت کی انگلی اٹھائیں اور اللہ پر گرا دیں۔ علماء احناف کی طرح بے شمار محدثین و فقہاء و علماء مثلاً امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام نووی اور امام بیہقی کا بھی یہ موقف ہے کہ تشہد میں صرف انگلی سے اشارہ کرنا ہے، اس کو حرکت دینا نہیں ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قعدہ میں تشہد پڑھتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنے ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے۔ (صحیح

مسلم . باب صفة الجلوس فی الصلاة)

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ کو (توحید کے ساتھ) پکارتے تو انگلی مبارک

سے اشارہ کرتے اور انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے۔ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِأَصْبِعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا (ابوداؤد

. باب الاشارة فى التشهد، نسائي. باب بسط اليسرى على الركبة)

اس حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ تشہد میں حضور اکرم ﷺ انگلی سے اشارہ تو کرتے تھے مگر اس کو بار بار حرکت نہیں دیتے تھے۔ صحیح مسلم کی سب سے زیادہ مشہور شرح لکھنے والے ریاض الصالحین کے مصنف اور مشہور و معروف محدث حضرت امام نووی (دمشق) (۶۳۱ھ-۶۷۶ھ) نے تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (المجموع:

۴۱/۱۳) اور امام ابن ملقن (۷۲۳ھ-۸۰۴ھ) (قاہرہ) نے تحریر کیا ہے کہ ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث روایت

کی ہے۔ (خلاصة البدر المنير . باب كيفية الصلاة)

جو حضرات انگلی سے اشارہ کرنے کے بجائے انگلی کو حرکت دیتے رہتے ہیں، وہ حضرات وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس میں ہے کہ پھر آپ نے تین انگلیوں کو ملا کر حلقہ بنایا، ایک کو اٹھایا، میں نے دیکھا آپ ﷺ اس کو ہلاتے دعا کرتے۔ ثُمَّ قُبِضَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَقَ حَلَقَةً ثُمَّ رَفَعَ أَصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا (مسند احمد، بیہقی) ان حضرات نے اس حدیث کی بنیاد پر نماز کے آخر تک انگلی کو حرکت دینے کے قول کو اختیار کیا حالانکہ اس حدیث میں اور نہ کسی دوسری حدیث میں یہ مذکور ہے کہ حرکت کی کیا شکل ہو، آہستہ یا تیز اور کب تک یہ حرکت ہو۔ نیز اس حدیث کا یہ مفہوم لینے کی صورت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی اس حدیث سے تعارض بھی ہو رہا ہے جس میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ آپ ﷺ انگلی سے اشارہ تو کرتے تھے مگر حرکت نہیں کرتے تھے۔

چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی حدیث ان حضرات کے موقف کے واضح طور پر خلاف ہے، لہذا ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیا جائے باوجودیکہ مشہور و معروف محدث امام نووی جیسے محدث نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام نووی کی خدمات کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ عصر حاضر میں شیخ ناصر الدین البانی (۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء) نے اپنے مکتب فکر کی تائید کے لئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے راوی (محمد بن عجلان) کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے صحیح بخاری شریف کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے امام الحدیث علامہ ابن حجر نے ان کو (احد العلماء العاملين) کہہ کر ثقہ قرار دیا ہے۔

جس حدیث کی بنیاد پر یہ حضرات مسلسل حرکت کے قائل ہیں وہ حضرت عاصم سے ارادیوں نے روایت کی ہے، حضرت زائدہ بن قدامہ کے علاوہ تمام ارادیوں نے یہ حدیث (يُحَرِّكُهَا) کے لفظ کے بغیر روایت کی ہے، جو اس لفظ (يُحَرِّكُهَا) کے شاذ ہونے کی واضح دلیل ہے اور حدیث کے متفق علیہ اصول کی بنیاد پر حدیث میں یہ لفظ شاذ کہلائے گا، لہذا اس حدیث کو دلیل کو طور پر پیش کرنا صحیح نہیں ہے، جیسا کہ حدیث کے مشہور و معروف امام ابن خزیمہ (۲۳۳ھ-۳۳۱ھ) نے اپنی کتاب (صحیح ابن خزیمہ. باب صفة الیدین علی الرکتین فی التشهد) میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اس کے شاذ ہونے کی

طرف یوں اشارہ کیا ہے: (احادیث میں سوائے اس حدیث کے کسی بھی حدیث میں "يُحَرِّكُهَا" کا لفظ نہیں ہے)۔ صحیح مسلم میں اس موضوع سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں مگر ایک حدیث میں بھی حرکت کا لفظ وارد نہیں ہوا ہے، صحیح مسلم کی تمام ہی احادیث میں صرف اشارہ کا لفظ وارد ہونا اس بات کی واضح علامت ہے کہ اصل مطلوب صرف اشارہ ہے۔

مشہور و معروف محدث امام بیہقیؒ (۳۸۴ھ-۴۵۸ھ) نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب (سنن کبریٰ للبیہقی۔ باب من روی انہ اشار بہا ولم یحرکھا) میں دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح پیش کی ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد حرکت سے مراد اشارہ ہے نہ کہ اس کو بار بار حرکت دینا کیونکہ اشارہ بغیر حرکت کے ہوتا ہی نہیں، اس طرح حضرت وائل رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہو جائی گی۔ غرضیکہ اس موقف کو اختیار کرنے میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا اور کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لئے بحث و مباحثہ میں بھی پڑنا نہیں پڑے گا۔ مشہور و معروف حنفی عرب عالم ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اپنی مشہور و معروف حدیث کی کتاب **مرقاۃ** میں بھی یہی تحریر کیا ہے کہ یہاں حرکت دینے سے مراد محض انگلی کا اٹھانا ہے اور اٹھانا بغیر حرکت کے ہوتا ہی نہیں۔ (اعلاء السنن) غرضیکہ جمہور علماء خاص کر علماء احناف، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام نوویؒ اور امام بیہقیؒ جیسے جلیل القدر علماء نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ تشہد میں انگلی سے ایک مرتبہ اشارہ کرنا کافی ہے، نماز کے اختتام تک برابر حرکت کرتے رہنا کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ برصغیر کے جمہور علماء نے یہی قول اختیار کیا ہے، جو مختلف فیہ مسائل میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور و معروف محدث و فقیہ امام ابوحنیفہؒ (شیخ نعمان بن ثابت) کی قرآن و حدیث کی روشنی میں رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اعتراض کا جواب: ان حضرات کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ لا الہ پر شہادت کی انگلی کے اٹھانے اور الا اللہ پر گرانے کا واضح ثبوت حضور اکرم ﷺ سے نہیں ملتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ احادیث میں وارد اشارہ کا لفظ خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں صرف اشارہ کرنا مراد ہے نہ کہ حرکت اور اشارہ الا اللہ پر خود ہی ختم ہو جائے گا۔ صحیح مسلم میں متعدد جگہوں پر اس مسئلہ کے متعلق متعدد احادیث ذکر کی گئی ہیں مگر تمام ہی جگہوں پر صرف اشارہ کا لفظ وارد ہوا ہے، ایک جگہ پر بھی حرکت یا مسلسل حرکت کا لفظ وارد نہیں ہوا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ انگلی اٹھانے کا سلسلہ نماز کے اختتام تک جاری رکھنے یا نماز کے اختتام تک حرکت جاری رکھنے کا کوئی ثبوت نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں موجود نہیں ہے۔

اشارہ کی حقیقت: آپ ﷺ کا یہ اشارہ دراصل توحید کا اشارہ تھا اور توحید تشہد کا نام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی گواہی دینا ہے اور توحید میں ایک تو غیر اللہ سے الوہیت کی نفی ہے اور دوسرے اللہ کی الوہیت کا اقرار اور اثبات ہے تو اشارہ بھی نفی اور اثبات ہونا چاہئے، اس لئے علماء احناف نے فرمایا کہ اثبات کے لئے انگلی اٹھانا اور نفی کے لئے انگلی کا رکھنا ہے۔ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے اخیر میں یعنی قعدہ میں بیٹھتے تو اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرماتے تھے۔ مشرکین کہتے تھے کہ (نعوذ باللہ)

آپ ﷺ اس اشارہ سے جادو کرتے ہیں، حالانکہ مشرکین جھوٹ بولتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ اس اشارہ سے توحید کا اشارہ کرتے تھے، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اشارہ ہے۔ (مجمع الزوائد . باب التشهد والجلوس والاشارة بالاصبع فيه) محدث علامہ پٹمیؒ تحریر کرتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

شہادت کی انگلی اٹھانے کی فضیلت: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز (کے قعدہ) میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور نگاہ انگلی پر رکھتے، پھر (نماز کے بعد) فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ يَعْنِي السَّبَابَةَ یہ شہادت کی انگلی شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے، یعنی تشہد کی حالت میں شہادت کی انگلی سے اللہ کی وحدانیت کا اشارہ کرنا شیطان پر کسی کونیزے وغیرہ مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد)

انگلی سے اشارہ قبلہ کی طرف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اشارہ کرتے ہوئے رخ قبلہ کی طرف ہوتا۔ (سنن کبریٰ للبیہقی . باب كيفية الاشارة بالمجة) یعنی اشارہ کے وقت انگلی کا رخ آسمان کی طرف نہیں بلکہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

خلاصہ کلام: تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کے سنت ہونے پر حضور اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کی روشنی میں علماء کرام کا اتفاق ہے، اگرچہ اشارہ کرنے کی کیفیت میں اختلاف زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے جس کا حل نہ آج تک ہوا ہے اور نہ بظاہر اس کے حل کی کوئی توقع ہے۔ لہذا ہمیں اس طرح کے مسائل میں بحث و مباحثہ میں پڑنے کے بجائے امت مسلمہ کے اہم و ضروری مسائل پر اپنی صلاحیتیں لگانی چاہئیں، مثلاً امت مسلمہ کا اچھا خاصہ طبقہ نماز ہی پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے تو ان فروعی مسائل پر توجہ دینے کے بجائے اس پر صلاحیتیں لگائی جائیں کہ ہر مسلمان کس طرح نماز پڑھنے والا بن جائے، نیز ہم اپنی صلاحیت اس بات پر لگائیں کہ کس طرح عام مسلمان حرام روزی سے بچ کر حلال روزی پر اکتفاء کرنے والا بن جائے۔

میں نے یہ چند سطریں صرف اس لئے تحریر کی ہیں کہ بعض حضرات نے جو پوری دنیا میں مسلم آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں ہیں، چھوٹے چھوٹے مسائل پر امت مسلمہ کے درمیان ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فتنہ کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دوسری رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنی رائے کو خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کریں۔

غرضیکہ تشہد میں اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث میں مذکور ہیں اور سب جائز ہیں، علماء احناف کے ہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی انگلی بند کر لیں، بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیں، شہادت کی انگلی کو کھلا رکھیں، لا الہ پر شہادت کی انگلی اٹھائیں اور لا اللہ پر گرا دیں۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (www.najeebqasmi.com)